استاذ محترم کی چند حسین یادیں

مولانا اکرام اللہ خان

اکرام اللہ خان لا لاحکم .... یہ استاذ محترم حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے وہ آخری الفاظ ہیں، جن کے بعد صرف ایک مجلس ہوئی اور استاذ محترم ہمیشہ کے لئے دنیا سے داغ مفارقت دے گئے۔

۲۶؍جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ جمعرات کے دن ششماہی امتحان کے نتائج کے سلسلے میں اجلاس کے بعد جامعہ کے مہمان خانہ میں بعض طلباء کے امور سے متعلق مشورہ طے تھا، استاذ محترم کو مشورہ کی اطلاع دینے جب میں جامعہ کے حجامت خانہ پہنچا تو آپ کرسی پر تشریف فرما تھے، سامنے لگے آئینہ میں مجھے دیکھا، آپؒ کے استفسار پر طے شدہ مشورہ کی یاددہانی کرائی تو مشورے کا سن کر فرمایا کہ: بس آتا ہوں، دیکھو! میں نے سر پر سے ٹوپی بھی نہیں اتاری ہے، صرف خط ہی بنوا رہا ہوں۔ میں مہمان خانہ پہنچا تو وہاں جامعہ کے بڑے اساتذہ کرام تشریف فرما تھے، میں محترم مفتی رفیق احمد صاحب ان کے قریب جاکر بیٹھ گیا، اساتذہ کرام نے ہمیں صوفے پر بیٹھنے کو کہا، لیکن ہم نے اساتذہ کرام کے قدموں میں بیٹھنا اپنی سعادت تعبیر کیا۔ دو منٹ بعد استاذ محترم تشریف لائے اور صوفے پر بیٹھ کر فرمایا کہ: آپ لوگ بھی اوپر بیٹھ جائیں! مفتی صاحب کے انکار پر ہمارے نیچے بیٹھنے کی سہولت کا استاذ محترم کو اندازہ ہوگیا تو فرمایا چلو بھائی! ہم بھی نیچے بیٹھتے ہیں، اور سب حضرات نیچے بیٹھ گئے۔ ہمیشہ کی طرح آج کے اجلاس میں بھی استاذ محترم جامعہ اور طلباء کے امور میں حسب عادت ہر ہر پہلو پر رائے، اس کے لوازمات ومقدمات اور ثمرات ونتائج پر تفصیلی گفتگو سے محظوظ فرماتے رہے۔

استاذ محترم کی شخصیت بے شمار صفات کی حامل تھی۔ میں نے جامعہ میں اپنی سات سالہ عملی زندگی میں استاذ محترم کو بہت قریب سے دیکھا۔ انتہائی متواضع اور بے تکلف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری رعب اور دبدبہ بھی عطا فرمایا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ تھا۔ رعب اور جلال کی وجہ سے ان کی صفات کا صحیح اندازہ لگانا تو بہت مشکل تھا، پس آپ اخلاص اور وفا کے پیکر

تھے۔ جامعہ اور طلباء کی خدمت میں اخلاص کا جوہر استاذ محترم نے اپنے عمل سے سکھایا۔ استاذ محترم اپنے محبت بھرے لہجے میں فرماتے تھے کہ مولوی صاحب! لوگ اخلاص کے معنی پوچھتے ہیں، اخلاص کے معنی مخلص خود سمجھتا ہے۔

استاذ محترم کو اپنے اکابر اور اساتذہ کرام پر بھر پور اعتماد تھا، ہر کام محترم استاذ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہم سے پوچھ پوچھ کر کرتے۔ اسفار اور مقامی پروگراموں میں شرکت حضرت ڈاکٹر صاحب کی پیشگی اجازت اور رہنمائی کے بغیر نہیں فرماتے اور واپسی پر مکمل کارگزاری سے بھی حضرت کو مطلع فرماتے تھے۔ اپنے اسباق کا خلاصہ بھی کبھی کبھار حضرت ڈاکٹر صاحب کو بیان فرماتے تھے۔ زیر مطالعہ مختلف علمی نکات پر اساتذہ بلکہ ہم جیسے طلباء سے بھی گفتگو فرماتے تھے۔

استاذ محترم کو عرق النساء کی تکلیف تھی، اس کے باوجود اپنے اساتذہ کرام اور اکابر کے سامنے باادب تلمیذ کی طرح بیٹھتے۔ آپ شستہ زبان کے حامل تھے، کبھی استاذ محترم کی زبان سے ایسے الفاظ نہیں سنے جو شستگی زبان کے منافی ہوں، چھوٹوں کا نام بھی ادب سے لیتے تھے، کسی کا نام بغیر ''صاحب'' کے نہیں لیتے تھے۔ جامعہ کے سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ جو استاذ محترم کے استاذ بھی تھے، ان کی علالت کے باعث جامعہ کی مجلس شوری نے استاذ محترم کو ناظم تعلیمات کے عہدے پر مقرر کیا تو حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں کبھی بھی ناظم تعلیمات کی نشست پر نہیں بیٹھے، ان کی رحلت کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم کے حکم اور اصرار پر صرف چند بار ہی اس نشست پر بیٹھے، ہمیں یہ اندازہ ہوتا تھا کہ استاذ محترم پر یہ کتنا گراں گزر رہا ہے۔ بغیر نام اور عہدہ کے کام کرنا ان کا شعار تھا، تشہیر سے سخت نفرت تھی۔

استاذ محترم کے تذکرہ کے یہ الفاظ لکھتے ہوئے سوچ رہا ہوں کہ ان کی زندگی میں کیا مجال تھی کہ کوئی ان کا اس طرح تذکرہ کرے؟ جامعہ کے مالی معاملات میں انتہائی محتاط رہتے تھے اور محتاط رہنے کا درس دیتے۔ حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب کے اسفار کے موقعہ پر مالی معاملات سے متعلق اگر استاذ محترم کے ذمہ دستخط کی ذمہ داری ہوتی تو متعلقہ نگران سے فرماتے تھے کہ رقم کی تفصیل آپ اپنے ہاتھ سے لکھ دیں، دستخط میں کردوں گا۔ اپنی تنخواہ میں سے لاعلی التعیین کچھ رقم دفتر محاسب میں اس لئے جمع کرواتے تاکہ جامعہ کے املاک کے استعمال میں بے احتیاطی کا ازالہ ہو سکے۔

حضرت استاذ محترمؒ انتہائی زیرک اور معاملہ فہم تھے، بعض معاملات میں استاذ محترم کی رائے بادی النظر میں عجیب معلوم ہوتی تھی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حقیقت سمجھ میں آنے پر معلوم ہوتا کہ واقعۃً استاذ محترم کی رائے درست تھی۔ جامعہ کے بڑے ذمہ دار اور بیشتر اساتذہ کے استاذ ہونے کے باوجود اصلاح کا طریقہ حکیمانہ تھا، سامنے والے کی عزت نفس کا خاص خیال رکھتے

تھے، یہی وجہ تھی کہ اساتذہ کے دلوں میں استاذ محترم کی خاص عظمت تھی۔ انتظامی معاملات میں مصروفیات کے باوجود سبق کا ناغہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ ادارے کے لئے اور ہمارے لئے مشکل وقت میں بڑا سہارا تھے، والد یا بڑے بھائی کی طرح ہماری رہنمائی فرماتے تھے۔ تعلیم کے ساتھ تربیت کو ضروری سمجھتے تھے، اسی لئے اسکول اور کالج کے طلبہ کے لئے جامع مسجد صالح جہانگیر پارک صدر کراچی میں چالیس روزہ دینی واخلاقی تعلیم وتربیت کورس متعارف کروایا، یہ کورس اتنا مفید اور مقبول عام ثابت ہوا کہ اس کی افادیت کی وجہ سے ملک کے کئی مقامات کے علاوہ بیرون ملک بعض فضلاء جامعہ اپنے اپنے حلقوں میں اس کورس کا اہتمام کر رہے ہیں۔ طلباء اور متعلقین کی اصلاح کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے، استاذ محترم کے قریب رہنے والے زیادہ باادب ہوتے تھے، کیونکہ استاذ محترم مصاحبین کی کوتاہیوں پر فوراً اصلاح فرماتے تھے۔ کوئی مصافحہ کرتے وقت خاموش ہوتا تو فوراً فرماتے کہ مصافحہ سے قبل زبان سے سلام کرنا سنت ہے، مصافحہ بغیر سلام کے لاحاصل ہے۔ کوئی مصافحہ کرتے وقت دو انگلیاں ملاتا تو ناصحانہ تنبیہ فرماتے کہ بھائی! اگر پورا ہاتھ نہیں ملانا چاہتے ہو تو مصافحہ کیوں کرتے ہو؟ اپنی اصلاح کرو۔ کوئی گیلے ہاتھوں سے مصافحہ کرتا تو فرماتے: ہاں! اپنے ہاتھ دوسروں پر صاف کرتے ہو؟

طلباء بعض اوقات راستوں میں چھٹی وغیرہ کی درخواستیں پیش کرتے تو فوراً تنبیہ فرماتے اور فرماتے کہ مولوی صاحب! ادب سیکھو، موقع محل پہچانو، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اس طرح کی بے شمار رہنمائیاں ہیں جو ایک مہذب انسان بننے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ طلبہ کی غیر حاضری پر بہت ناراض ہوتے تھے، تین دن سے زیادہ رخصت کی درخواست پیش کرنے والے طلباء استاذ محترم کے جلال کی وجہ سے دفتر سے واپس چلے جاتے تھے تو استاذ محترم ہم سے فرماتے تھے کہ اگر اس مولوی صاحب کا چھٹی پر جانا ناگزیر ہو تو پرچی بنا کر دیدو اور یہ تاکید کردو کہ جلدی واپس آنے کی کوشش کرے، ورنہ رخصت کالعدم ہو سکتی ہے۔

ایک مرتبہ حرمین کے سفر سے واپسی پر مجھ سے فرمایا: آپ حرم میں یاد آئے تو میں نے آپ کے لئے دعا کی، دیکھو بھائی! یہ جامعہ کی برکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی ان دعاؤں کو ہمارے حق میں قبول فرمائے، ان کی بال بال مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے، آپؒ کی مساعی جمیلہ کو آپؒ کے لئے راحت کا سامان بنائے، استاذ محترم کے جملہ لواحقین، بالخصوص ان کے والدین ماجدین، اہل خانہ، ان کے یار غار حضرت استاذ محترم مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ اور ان کی نسبی وروحانی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے، جامعہ کو بغیر کسی آزمائش کے برقرار رکھے۔ آمین